NOS\NOTE2.tif not found.

14

مخدومؔ محی الدین

شاعر کا تعارف

نام محی الدین اور مخدومؔ تخلص تھا۔ مخدوم 3/فروری 1908 کو حیدر آباد دکن کے ایک گاؤں میدک میں پیدا ہوئے۔ 1937 میں عثمانیہ یونیورسٹی سے ایم اے پاس کیا اور سٹی کالج میں لکچرر ہو گئے۔ لیکن مخدومؔ انقلاب پسند آدمی تھے۔ اس لئے جلد ہی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور کمیونسٹ پارٹی کے مستقل کارکن بن گئے۔ انہوں نے حیدر آباد میں 'انجمن ترقی پسند مصنفین' کی بنیاد ڈالی۔

1944 میں ان کے کلام کا مجموعہ ''سرخ سویرا'' شائع ہوا۔ دوسرے مجموعے کا نام ''گل تر'' ہے۔ مخدومؔ کے کلیات بساطِ رقص (1966) پر انہیں بعد از مرگ ساہتیہ اکادمی انعام دیا گیا 25/اگست 1969 میں دہلی میں انتقال ہوا۔

مخدوم کی شاعری حرکت و عمل کی شاعری ہے۔ وہ ایک سیاسی آدمی تھے۔ ان کی شاعری میں سیاسی رنگ صاف جھلکتا ہے۔ اس زمانے کے دوسرے شاعروں کی طرح مخدومؔ کی شاعری میں انقلاب اور رومان کا خوب صورت سنگم ہے۔ مخدوم نے نظمیں بھی لکھی ہیں اور غزلیں بھی۔ ان آزاد نظموں میں غزل کا حسن پایا جاتا ہے۔

''چاند تاروں کا بن'' مخدوم کی نمائندہ آزاد نظم ہے۔

مقاصد

اس نظم کو پڑھنے کے بعد آپ:

- آزاد نظم اور پابند کے فرق کو سمجھ کر بیان کر سکیں گے؛
- نظم کی تشریح کر سکیں گے؛
- مخدوم کے انداز بیان کو سمجھ کر بیان کر سکیں گے۔

NOS\NOTE1.tif not found.

14.1 اصل سبق

آیئے اب پوری نظم پڑھتے ہیں۔

چاندتاروں کا بن

موم کی طرح جلتے رہے،ہم شہیدوں کے تن۔
رات بھر جھلملاتی رہی شمع صبح وطن
رات بھر جگمگا تا رہا چاند تاروں کا بن۔
تشنگی تھی مگر،
تشنگی میں بھی سرشار تھے۔
پیاسی آنکھوں کے خالی کٹورے لئے۔
منتظر مردوزن
مستیاں ختم مدہوشیاں ختم تھیں،ختم تھا بانکپن۔
رات کے جگمگاتے دہکتے بدن۔
صبح دم ایک دیوارغم بن گئے۔
خارزارِالم بن گئے۔
رات کی شہ رگوں کا اچھلتا لہو۔
جوئے خون بن گیا۔
رات کی تلچھٹیں ہیں،اندھیرا ابھی ہے۔
صبح کا کچھ اجالا،اجالا بھی ہے۔
ہم دمو!
ہاتھ میں ہاتھ دو۔
سوئے منزل چلو۔
منزلیں پیار کی
منزلیں دار کی
کوئے دل دار کی منزلیں۔
دوش پر اپنی اپنی صلیبیں اٹھائے چلو۔

تشنگی: پیاس
سرشار: نشہ میں ڈوبا ہوا
زن: عورت
مدہوش: نشے میں ڈوبا ہوا
بانکپن: نازدادا
صبح دم: صبح کے وقت
الم: دکھ غم
خارزار: کانٹوں کا جنگل
شہ رگ: گلے میں نرخرے کے نیچے جونس ہوتی ہے
جوئے خوں: خون کی ندی
تلچھٹ: تہہ میں بیٹھی ہوئی بغیر چھنی چیز
ہم دم: ساتھی
دل دار: محبوبہ
کو: کوچہ
دار: پھانسی کا تختہ

14.2 متن کی تشریح

موم کی طرح جلتے رہے ہم شہیدوں کے تن۔
رات بھر جھلملاتی رہی شمع صبح وطن۔
رات بھر جگمگا تا رہا چاند تاروں کا بن۔
تشنگی تھی مگر۔
تشنگی میں بھی سرشار تھے۔
پیاسی آنکھوں کے خالی کٹورے لئے۔
منتظر مرد وزن۔

یہ مخدوم محی الدین کی آزاد نظم ہے آزاد نظم میں قافیے کے پابندی نہیں کی جاتی اور مصرعے برابر کے نہیں ہوتے۔ یعنی نظم کے بندھے ٹکے اصولوں کی پابندی نہیں کی جاتی۔

اس بند میں شاعر کہتا ہے کہ ہمارے ملک کو آزادی آسانی سے نہیں ملی ہے۔ بلکہ کو آزاد کرانے کے لئے یہاں کے لوگوں نے بڑی بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں اور بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ مادر وطن پر شہید ہونے والے ہندوستانیوں کے جسم موم کی طرح جلتے اور پگھلتے رہے ہیں۔ تب ملک آزاد ہوا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ بھی کیا زمانہ تھا کہ لوگ سختیاں جھیلتے تھے، دکھ اٹھاتے تھے، آنکھیں بے نور ہو جاتی تھیں۔ اس کے باوجود ان کے دل ملک کو آزاد کرانے کے جوش اور جذبے سے سرشار تھے۔

14.3 زبان کے بارے میں

......نظم کے اس ابتدائی حصے میں شاعر نے آزادی سے پہلے کے حالات، آزادی کی تحریک اور ہندوستانی عوام کے جوش وجذبے کو پیش کیا ہے۔ یہ پوری نظم استعارے میں لکھی گئی ہے ایسی نظم کو علامتی نظم کہا جاتا ہے۔

جسموں کا موم کی طرح پگھلنا   آزادی حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کی تکلیفیں جھیلنے کا استعارہ ہے۔
شمع صبح وطن کا جھلملانا   آزادی کے حصول کے مقصد کو ہر وقت سامنے رکھنے کا استعاہ ہے۔
چاند تاروں کا بن   ہندوستانی عوام کے لئے استعال کیا جانے والا استعارہ ہے۔
تشنگی   آزادی کی تڑپ کا استعارہ ہے۔
رات   غلامی کے دور کا استعارہ ہے۔
آنکھوں کو خالی کٹوروں سے تشبیہ دینا بالکل نئی بات ہے۔

NOS\NOTE1.tif not found.

متن پر سوالات 14.1

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. غلامی کے دور کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟
   - (i) موم
   - (ii) رات
   - (iii) شمع

2. ''شمع صبحِ وطن کا جھلملانا'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
   - (i) شمع کا بجھنا۔
   - (ii) ستاروں کا ٹمٹمانا۔
   - (iii) مقصد آزادی کو ہر وقت سامنے کھنا

3. تشنگی سے کیا مراد ہے؟
   - (i) پیاس
   - (ii) تڑپ
   - (iii) مصیبت

14.4 متن کی تشریح

مستیاں ختم مدہوشیاں ختم تھیں، ختم تھا بانکپن۔
رات کے جگمگاتے دہکتے بدن۔
صبح دم ایک دیوارِ غم بن گئے۔
خارزارالم بن گئے۔
رات کی شہ گوں کا اچھلتا لہو۔
جوئے خوں بن گیا۔
رات کی تلچھٹیں ہیں، اندھیرا ابھی ہے۔
صبح کا کچھ اجالا، اجالا بھی ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ ہندوستان نے بڑی جدو جہد کے بعد آزادی تو حاصل کر لی۔ ساتھ ہی ملک دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور تقسیم

NOS\NOTE2.tif not found.

کے دوران قتل و غارت گری کا بازار ایسا گرم ہوا کہ کہ خون کی ندیاں بہ گئیں۔ اور آزادی ملنے کی ساری خوشی کافور ہو گئی۔ لوگ حیران رہ گئے کہ کیا ایسی ہی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہم نے ساری مصیبتیں اٹھائی تھیں، کیا یہ خواب دیکھے تھے کہ سب ایک ساتھ مل کر آزادی خوشیاں نہ منا سکیں؟

شاعر کو تقسیم کا اور قتل و خون کا بہت افسوس ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ وہ روشن اور تابناک صبح آزادی نہیں، جس کی ہم سب نے تمنا کی تھی۔ انہیں جذبات کو فیض احمد نے یوں پیش کیا ہے۔

یہ داغ داغ اجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

14.5 زبان کے بارے میں

......مستیاں، مدہوشیاں، بانکپن، خوشی کے استعارے ہیں۔

......صبح دم۔ آزادی کی صبح کا استعارہ ہے۔

......دیوارِ غم اور خارزارِ الم۔ غم کے استعارے میں

......تلچھٹ، اجالا اور اندھیرا۔ تقسیم کے دوران ہونے والے فسادات اور قتل و غارت گری کے استعارے ہیں۔

......شہ رگوں کا اچھلتا لہو۔ تحریک آزادی کے جوش و جذبے کا استعارہ ہے۔

استعارے کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس میں تشبیہ کا رشتہ تو موجود ہوتا ہے لیکن جس کو تشبیہ دی جاتی ہے۔ اس کا ذکر نہیں ہوتا۔ یہ تشبیہ کی زیادہ پُرکشش اور خوب صورت شکل ہے۔

متن پر سوالات 14.2

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. 'مستیاں ختم تھیں' مدہوشیاں ختم' ختم تھا بانکپن کا مطلب ہے۔
   (i) آزادی کی جدوجہد ختم ہو گئی تھی۔
   (ii) اخلاق وانسانیت ختم ہو گئی تھی
   (iii) لوگ خوشیاں منانے کے بعد آرام کر رہے تھے

2. ''صبح دم'' سے شاعر کی مراد ہے
   (i) صبح کا وقت

NOS\NOTE1.tif not found.

(ii) صبح کا دھندلکا

(iii) آزادی کی صبح

3. یہ داغ داغ اجالا، یہ شب گزیدہ سحر
وہ انتظار تھا جس کا، یہ وہ سحر تو نہیں

کس شاعر کا شعر ہے؟

(i) فیض احمد فیضؔ

(ii) مخدومؔ محی الدین

(iii) حسرتؔ موہانی

14.6 متن کی تشریح

ہم دمو!
ہاتھ میں ہاتھ دو
سوئے منزل چلو
منزلیں پیار کی
منزلیں دار کی
کوئے دل دار کی منزلیں
دوش پر اپنی اپنی صلیبیں اٹھائے چلو

ملک تقسیم ہونے کی قتل وغارت گری دیکھ کر شاعر کا دل خون ہو گیا ہے۔ مگر وہ پھر ہمت کر کے اٹھتا ہے اور اپنے ہم وطنوں کو آواز دیتا ہے کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ گو اس کا بہت رنج ہے مگر اب جو کچھ باقی بچا ہے آؤ! سب مل کر اسے ٹھیک کریں۔ اب اپنے آزاد ملک کو ترقی کی راہوں پر لے جانے کے لیے پھر ہمیں کڑی محنت کرنا ہے۔ گو کہ ہمارے دل زخمی ہیں۔ پھر بھی ہمیں اپنے ملک کے بہت کام کرنے ہیں اور ہر طرح کی قربانی دینی ہے۔

14.7 زبان کے بارے میں

......سوئے منزل چلو	ملک کی ترقی اور خوشحالی کا استعارہ ہے
......منزلیں پیار کی	ملک کی ترقی کے کاموں کا استعارہ ہے
......منزلیں دار کی	کڑی محنت اور قربانی کا استعارہ ہے

NOS\NOTE2.tif not found.

......کوئے دل دار　　　پیارے وطن کا استعارہ ہے

......اپنی اپنی صلیبیں　　دکھوں اور غموں کا استعارہ ہے

متن پر سوالات 14.3

درست جواب پر صحیح (✓) کا نشان لگائیے۔

1. ''سوئے منزل چلو' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
   (i) گھر کی طرف چلو
   (ii) ملک کی ترقی اور خوشحالی کے بارے میں سوچو
   (iii) جیل خانے کی طرف چلو

2. 'کوئے دل دار' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
   (i) محبوبہ کی گلیاں
   (ii) پیارا وطن
   (iii) تقسیم کے بعد بننے والا دوسرا ملک

3. ''منزلیں دار کی'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
   (i) پھانسی کا تختہ
   (ii) گھر
   (iii) ملک کی ترقی کے لیے قربانی دینا

آپ نے کیا سیکھا؟

☆ مخدوم محی الدین سیاسی شاعر تھے

☆ ''چاند تاروں کا بن'' آزاد نظم ہے

☆ آزاد نظم میں قافیے کی پابندی نہیں کی جاتی، مصرعے برابر نہیں ہوتے۔ بندھے ٹکے اصولوں کی پابندی نہیں ہوتی

☆ یہ پوری نظم استعارے میں کہی گئی ہے، ایسی نظموں کو علامتی نظم کہتے ہیں

☆ استعارے میں تشبیہ کا رشتہ تو موجود ہوتا ہے لیکن جس کو تشبیہ دی جاتی ہے اس کا ذکر نہیں ہوتا۔ یہ تشبیہ کی زیادہ پُرکشش اور خوب صورت شکل ہے

NOS\NOTE1.tif not found.

14.8 مزید مطالعہ

مخدوم کے انعام یافتہ مجموعے ''بساطِ رقص'' کا مطالعہ کیجئے۔

14.12 اختتامی سوالات

مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب اپنی کاپی پر لکھیے۔

1. اس نظم میں شاعر نے کون کون سے تین دور دکھائے ہیں؟
2. آزادی مل جانے کے بعد لوگ خوشیاں کیوں نہیں منا سکے؟
3. نظم کے آخری حصے میں شاعر نے وطن کے لوگوں کو کیا مشورہ دیا ہے؟
4. نظم میں استعمال کیے جانے والے پانچ استعارے تلاش کر کے لکھئے۔
5. ''چاند تاروں کا بن'' آزاد نظم کیوں ہے؟ وجہ لکھئے۔

متن پر سوالات کے جوابات

14.1	(ii) 1	(iii) 2	(ii) 3
14.2	(ii) 1	(iii) 2	(i) 3
14.3	(ii) 1	(ii) 2	(iii) 3